

عدالتی تنسیخ نکاح اور اس کا شرعی حکم (فقہ مقارن کی روشنی میں) تحقیقی جائزہ

Judicial Dissolution of Marriage and its Shariah Ruling
(In the Light of Comparative Jurisprudence)

Muslima Abdul Malik

PhD Scholar, Sheikh Zaid Islamic Center, University of the Punjab.

Received on: 22-07-2023

Accepted on: 27-08-2023

Abstract

This article discusses various trends in the comparative study of Islamic law and some methodological implications of its development. Different Islamic jurisprudence has developed over fourteen centuries. Due to complicated contemporary issues and changes in custom and usage, it is difficult to resolve the issues by a school of thought. comparative study of Islamic law may help to resolve such kind of complicated issues. The conclusions will set out some of the issues that may be important for further comparative studies. This article attempts to address that a man has the right to divorce or to get rid of the woman, but the woman has the right of khula, if the husband is negligent in paying her rights, then she can annul the marriage by the court. Here the authority given to the wife to dissolve the marriage has been compared with the advice of all schools of jurisprudence.

Keywords: Fiqh, Dissolution of marriage, Sharia, Fiqh Muqaran, Mujtahideen, Jurisprudence

فقہ مقارن دراصل کسی بھی فقہی مسئلہ میں مجتہدین کی متعدد و متنوع آراء میں موازنہ و مقارنہ کے بعد قوی دلیل کی بنیاد پر کسی ایک رائے کو ترجیح دینے کا نام ہے۔ فقہ اسلامی کے ابتدائی دور میں اس کے لئے "علم الخلاف" کی اصطلاح استعمال کی جاتی تھی۔ بیسویں صدی کے نصف آخر میں عالم اسلام میں پیش آنے والے جدید مسائل پر غور و فکر کرنے اور ان مسائل کا شرعی حل نکالنے کے لئے اجتماعی تحریک کا آغاز ہوا جس کو "فقہ مقارن" کا نام دیا گیا۔ اس تحریک نے مسلم معاشرے میں نئے نئے پیدا ہونے والے مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک نئے فقہی رجحان اور منہج کو متعارف کرایا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ عرف و عادات کی تبدیلی کی وجہ سے امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا حل کسی ایک خاص مکتب فکر کے بجائے تمام مکاتب فقہیہ کو سامنے رکھ کر نکالنا ہے۔

اسلام عائلی نظام زندگی کو مستحکم اور مربوط بنانے کے لئے اخلاقی اور قانونی ضوابط مقرر کرتا ہے۔ لیکن بعض اوقات ایسی صورتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جن میں فریقین کا الگ ہو جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ مرد اگر اس رشتہ کو ختم کرنا چاہے تو اس کے پاس طلاق کا حق ہے جس کو وہ استعمال کر کے اپنے اس رشتہ کو ختم کر دیتا ہے، اور اگر عورت اس رشتہ کو ختم کرنا چاہے تو اسے خلع کا حق ہوتا ہے، جس میں وہ اپنے حق مہر یا مال کے عوض شوہر سے حاصل کرتی ہے۔

اس کے ساتھ کچھ اور صورتیں بھی ہیں۔ جب مرد اپنے حقوق نہ پورے کر رہا ہو، یا عورت پر مار پیٹ کرتا ہو۔ یا زوجیت کے حقوق ادا کرنے پر قادر نہ ہو، یا مفقود ہو اور اس کا کوئی اتا پیتہ نہ ہو کہ کہاں ہے؟ زندہ ہے بھی یا نہیں؟ تو ایسی صورت میں عدالت کے ذریعے عورت نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔ مثلاً

☆ نامرد ہونا ☆ مجنون ہونا ☆ مفقود الخبر ہونا

☆ متعنت ہونا ☆ غائب مفقود الخبر ہونا

فسخ نکاح کا مطلب ہے نکاح کو توڑ دینا، ختم کرنا، جب عورت دارالقضاء، عدالت یا شرعی پنچائیت میں یہ دعویٰ دائر کرتی ہے کہ میرا نکاح فلاں سبب سے ختم کر دیا جائے تاکہ میں اس کی زوجیت سے آزاد ہو جاؤں، تو قاضی اس درخواست پر غور و فکر اور احوال کی تفتیش کے بعد اگر عورت کا مطالبہ درست سمجھتا ہے تو ضابطے کی کاروائی کے بعد نکاح فسخ کر دیتا ہے۔¹

عیوب و امراض کی صورت میں فسخ نکاح:

امراض و عیوب میں فسخ نکاح کی چار صورتیں ہیں۔

☆ بیوی یا شوہر میں نکاح سے پہلے عیب موجود تھا جس سے دوسرے فریق کو باخبر نہیں کیا گیا پھر نکاح کے بعد اپنی زبان یا عمل سے دوسرے فریق نے رضامندی ظاہر نہیں کی۔

☆ عیب نکاح سے پہلے موجود تھا، دوسرا فریق لاعلم تھا، لیکن نکاح کے بعد اس نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔

☆ نکاح کے بعد شوہر میں عیب پیدا ہوا۔

☆ نکاح کے بعد بیوی میں عیب پیدا ہوا۔²

شریعت اسلام میں عیوب اور امراض کی بنا پر زوجین کے درمیان حق تفریق کے سلسلے میں تین مکاتب فکر پائے جاتے ہیں۔

ظاہری مکتب فکر:

ظاہری مکتب فکر کے نزدیک عیب کی بنا پر زوجین میں تفریق نہیں ہوتی خواہ وہ عیب کسی میں بھی ہو۔ علامہ شوکانیؒ بھی اسی نقطہ نظر سے متفق ہیں اور یہی قول عمر بن عبدالعزیزؒ اور بعض تابعینؒ کا ہے۔

حنفیہ مکتب فکر:

احناف کے نزدیک اگر عورت اپنے شوہر میں ایسا تناسلی عیب پائے جو اتصال جنسی میں مانع ہو تو اس کو نکاح رد کرنے کا اختیار ہوگا۔ لیکن شوہر کو یہ حق حاصل نہیں۔ الا یہ کہ شوہر نے عورت سے ایسے عیوب و امراض سے مبرا ہونے کی شرط کے ساتھ نکاح کیا ہو۔ ایسی صورت میں عورت میں مرض یا عیب پائے جانے کے سبب مرد نکاح کو رد کر سکتا ہے۔ مرد کے پاس عورت سے رشتہ ختم کرنے یا نجات حاصل کرنے کے لئے طلاق کا حق موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احناف نے عورت کو ہونے والے مرض کے سبب مرد کو فسخ کا اختیار نہیں دیا۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

"خلوه من كل عيب لا يمكنها المقام معه الا بضرر كالجنون والجذام والبرص شرط لزوم النكاح حتى يفسخ به النكاح"³

"وہ ایسے عیوب سے خالی ہو جن کے پائے جاتے ہوئے وہ ضرر کے بغیر مرد کے ساتھ نہ رہ سکے یہاں تک کہ اس کی وجہ سے نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔"

ائمہ ثلاثہ اور جمہور فقہاء:

جمہور فقہاء کے نزدیک زوجین میں سے ہر ایک کو طلب تفریق کا حق حاصل ہے، جبکہ وہ ایک دوسرے میں عیب پائیں، البتہ ان ائمہ اور فقہاء میں ان عیوب کی اقسام اور تعداد کے بارے میں اختلاف ہے کہ کن عیوب کی بنا پر زوجین کو طلب تفریق کا حق حاصل ہوگا۔⁴

امراض و عیوب کی اقسام:

فقہاء کے نزدیک جن عیوب اور امراض کی وجہ سے نکاح کو فسخ کیا جاسکتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

☆ ایسے عیوب جو مرد اور عورت کے درمیان مشترک ہیں۔

1۔ پاگل پن 2۔ جذام (کوڑھ) 3۔ برص (سفید دھبے

4۔ غریطہ (جماع کے وقت مرد یا عورت کا پاخانہ خارج ہونا

5۔ حنوث۔ اس مرض میں ہم جنس پرستی کا جذبہ عود کر آتا ہے۔⁵

شافعی مسلک کا نقطہ نظر:

شافعی مسلک میں جذام اور برص کے سبب حق تفریق کی بنیاد جس علت کو قرار دیا ہے۔ وہ اس مرض کا متعدی ہونا ہے۔ جو شوہر سے اس کی اولاد میں منتقل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مغنی المحتاج کے مصنف شیخ محمد شربینی الخطیب لکھتے ہیں: "اہل علم وطب و تجربہ کے نزدیک جذام اور برص کثرت سے متعدی ہے، اور وہ مانع جماع ہے۔ کسی بھی سلیم الطبع شخص کی طبیعت ایسے شخص سے جماع کی طرف راغب نہیں ہوتی جس کو یہ مرض لاحق ہو۔"⁶

زوجین میں سے کسی ایک میں برص، جذام اور پاگل پن پائے جانے کی صورت میں نکاح رد کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اور عورت کو مرد کے مقطوع الذکر یا نامرد ہونے کی بنا پر طلب تفریق کا اختیار ہے اور مرد عورت میں رتق اور قرن پائے جانے کی بنا پر نکاح رد کر سکتا ہے۔⁷

حنبلی مسلک کا نقطہ نظر:

حنبلی مسلک کے نزدیک ان عیوب کی بنا پر نکاح فسخ کرنا خاص کیا گیا ہے کیونکہ جو کچھ نکاح سے مقصود ہے اس سے فائدہ اٹھانے میں عیوب مانع ہوتے ہیں۔ کیونکہ جذام اور برص نفس انسانی میں اثر کرتے ہیں۔ اور ان کے ضرر کا خوف کیا جاتا ہے۔⁸

امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کا نقطہ نظر:

امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم اس امر کے قائل ہیں کہ وہ تمام عیوب جو متفرق کرنے والے ہوں طلب تفریق کا سبب ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ الاختیارات العلمیہ میں لکھتے ہیں: "ہر وہ عیب جو کمال استمتاع سے نفرت پیدا کرے تفریق کا موجب ہو سکتا ہے۔⁹ اسی طرح ابن قیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں: "عیوب کے لئے دو یا چھ، سات یا آٹھ کی حد مقرر کرنا درست نہیں۔ اندھا، گونگا، لنگڑا اور اسی طرح ایک یا دونوں ہاتھوں اور ایک یا دونوں پیروں کا کٹا ہوا ہونا یا ایسا عیب جس کے سبب آدمی سے نفرت کی جائے۔ یہ ایسے عیوب ہیں جو قابل تفریق امراض میں شامل ہیں، چنانچہ ان کے نزدیک ہر وہ عیب جس سے باہمی مباشرت ناممکن ہو جائے اور زوجین میں محبت و الفت اور مودت نہ رہے، موجب خیار ہے۔¹⁰

وہ تمام صورتیں جن میں شوہر مرض کی وجہ سے مستقل طور پر مباشرت پر قادر نہ ہو، عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ متعدی مرض میں مبتلا شخص کی بیوی کو بھی نکاح کو فسخ کرنے کا اختیار ہونا چاہیے۔ البتہ اگر یہ امراض ٹھیک ہو سکتے ہوں تو علاج کے لئے مہلت ملنی چاہیے۔

عنین کا مفہوم:

عنین (نامرد) سے مراد وہ شخص جس کا عضو مخصوص تو ہو، مگر عورت سے جماع نہ کر سکتا ہو، کسی مرض، بڑھاپے، کمزوری یا کسی بھی اور وجہ سے، تو جس عورت سے جماع نہ کر سکتا ہو اس کے حق میں اسے عنین کہا جائے گا۔¹¹

ایسے مرد کی زوجہ کو جو اس سے جماع کرنے پر قادر نہ ہو شرع نے بذریعہ عدالت طلب تفریق کا اختیار دیا ہے اور یہ اختیار زوجہ کے مطالبہ کی تاخیر سے خواہ کتنا عرصہ گزر جائے باطل نہیں ہوتا۔¹² زوجہ عنین کے لئے تفریق کی صورت یہ ہے کہ عورت اپنا معاملہ قاضی کی عدالت میں پیش کرے گی تو قاضی واقعہ کی تحقیق کرے گا، اور دعویٰ ثابت ہونے کی صورت میں اس کو ایک سال علاج کے لئے مہلت دی جائے گی۔¹³

تفریق کی شرائط:

زوجہ عنین کو درج ذیل شرائط کی بنا پر تفریق کا اختیار حاصل ہے۔

- 1- نکاح سے پہلے عورت کو اس شخص کے عنین ہونے کا علم نہ ہو، پس اگر نکاح سے پہلے عورت کو شوہر کے عنین ہونے کا علم تھا اس کے باوجود اس نے نکاح کیا تو اسے اب تفریق کا اختیار حاصل نہیں۔
- 2- نکاح کے بعد ایک دفعہ بھی اس عورت سے جماع نہ کیا ہو، اور اگر ایک دفعہ جماع کر لیا اور پھر عنین ہو گیا تو بھی عورت کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں ہوگا۔
- 3- جب سے عورت کو شوہر کے عنین ہونے کا علم ہوا اس وقت سے عورت نے ایک مرتبہ بھی اس کے ساتھ رہنے کی رضامندی ظاہر نہ کی

ہو۔ مثلاً یہ کہ عورت کہے کہ جیسا بھی ہے اب میں اس کے ساتھ ہی رہوں گی۔ کیونکہ اگر وہ عورت اس کے ساتھ رہنے میں اپنی رضا کی تصریح کر دے تو بھی اس کو مطالبہ تفریق کا حق نہیں رہے گا۔

4۔ جس وقت سال بھر کی مدت گزرنے کے بعد قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت کو اسی مجلس میں تفریق کو اختیار کرنا چاہیے۔ پس اگر اس عورت نے اس مجلس میں اپنے شوہر کے ساتھ رہنا پسند کر لیا یا اس قدر سکوت کیا کہ مجلس ہی برخواست ہو گئی خواہ اس طرح کہ یہ عورت مجلس سے روٹھ گئی یا قاضی مجلس سے کھڑا ہو گیا تو اس کا اختیار باطل ہو جائے گا۔ اور تفریق کا اختیار ختم ہو جائے گا۔ یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہے جب شوہر عنین ہو۔¹⁴

محبوب کا حکم:

محبوب وہ شخص ہوتا ہے جس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو۔¹⁵ اور اسی طرح وہ شخص جس کا عضو مخصوص خلیقہ بہت کم مثل نہ ہونے کے ہو۔ تو اس کو سال کی مہلت دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر شوہر محبوب نکلے تو قاضی معائنہ کرانے کے بعد تفریق کر دے گا۔¹⁶

پاکستان میں رائج الوقت قانون:

عورت کو مرد کے عنین ہونے کے سبب طلب تفریق کا حق حاصل ہے۔ اور عدالت شوہر کی درخواست پر ایک سال کی مہلت دینے کی بھی پابند ہے۔ یعنی اگر شوہر مقطوع الذکر یا خصی ہو یا اس کا عضو مخصوص بہت چھوٹا یا مثل نہ ہونے کے برابر ہو تو زوجہ بذریعہ عدالت طلب تفریق کی مجاز ہے اور عدالت شوہر کے محبوب یا مقطوع الذکر ہونے کی تحقیق کے بعد بلا مہلت شوہر کو طلاق دینے کا حکم دے گی اور اس کے انکار کرنے کی صورت میں خود تفریق کی مجاز ہوگی۔¹⁷

فقہاء کا مؤقف اور اقوال کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عنین کی زوجہ کو طلب تفریق کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ چاہے زوجہ نکاح سے پہلے اس کے عنین ہونے کے بارے علم رکھتی تھی یا نہیں، ایک مرتبہ کے جماع سے اس کا تفریق کا حق برقرار رکھنا چاہیے، کیونکہ یہ عورت کا ایسا حق ہے جو بار بار پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک دفعہ کے جماع سے عورت کا حق تفریق ختم ہونا شریعت سے بھی ثابت نہیں۔ لہذا عورت کے اس حق کو برقرار رکھنا چاہیے عورت اس مرض کے علم رکھنے کے باوجود اگر اس شوہر کے ساتھ رہنے کی رضامندی ظاہر کرے لیکن کچھ عرصے کے بعد وہ اس شوہر سے تفریق چاہے تو اس کا یہ حق برقرار رکھنا چاہیے۔

زوجہ متعنت کا حکم:

متعنت اصطلاح میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو باوجود قدرت کے بیوی کے حقوق نان نفقہ وغیرہ ادا نہ کرے۔ زوجہ متعنت کے لئے اول تو لازم ہے کہ کسی طرح شوہر سے خلع لے لے۔ لیکن اگر کوشش کے باوجود کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش نکلتی ہے۔ کیونکہ مذہب مالکیہ کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق حاصل ہے۔ اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں۔

☆ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے، یعنی نہ تو کوئی شخص عورت کے خرچ کا بندوبست کرتا ہو اور نہ خود عورت کسب معاش پر قدرت رکھتی ہو۔

☆ خرچ کا بندوبست تو ہو سکتا ہو لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو۔ اور صورت تفریق یہ ہوگی کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے گی اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے گا اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو جائے کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جائے گا کہ اپنی بیوی کے حقوق پورے کرو یا طلاق دے دو۔ ورنہ قاضی تفریق کرانے کا اختیار رکھے گا۔ اور اگر متعنت اپنی حرکت سے انقضائے عدت سے پہلے باز آجائے اور نفقہ دینے پر آمادہ ہو جائے تو اس تفریق کو طلاق رجعی قرار دے کر عدت کے اندر رجوع کرنے کو صحیح قرار دیا جائے گا۔ اور اگر عدت گزر جائے اور شوہر اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو عدت پوری ہونے پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔¹⁸

زوجہ متعسر کا حکم:

متعسر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو فقر و افلاس کی وجہ سے اپنی بیوی کو نان نفقہ دینے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ زوجہ متعسر کا حکم بھی زوجہ متعنت کی طرح ہی ہے لیکن اس میں فرق صرف یہ ہے کہ متعنت اگر قاضی کی مجلس میں نفقہ دینے کی رضامندی ظاہر نہ کرے تو قاضی تفریق کرا دے گا لیکن متعسر کو ایک مہینے کی مہلت دی جائے گی۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں: "مالکی مسلک کے نزدیک قاضی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے اجتہاد کے ذریعے جتنی چاہے مہلت دے سکتا ہے۔"¹⁹ مالکیہ کے نزدیک اگر عورت کو نکاح سے پہلے شوہر کی تنگدستی کا علم تھا اور پھر بھی اس نے نکاح کر لیا تو نکاح کے بعد اسے فسخ نکاح کا حق ختم ہو جائے گا۔ جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر عورت کو نکاح سے پہلے مرد کی تنگدستی کا علم تھا نکاح کے بعد بھی وہ فسخ نکاح کا اختیار رکھتی ہے۔

فقہاء کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورت اگر نکاح سے پہلے بھی مرد کی تنگ دستی کے بارے میں جانتی ہے اور پھر بھی نکاح کر لیتی ہے لیکن بعد میں اسے اس تنگدستی کے ساتھ زندگی گزارنا محال لگتا ہے اور وہ اپنے شوہر سے علیحدگی چاہتی ہے تو اس کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہونا چاہیے کیونکہ نان نفقہ اور جنسی حقوق لوازم نکاح میں سے ہیں۔ لہذا عورت کو اپنے شوہر کی تنگدستی کا علم ہونے یا نہ ہونے دونوں صورتوں میں طلب تفریق کا حق حاصل ہونا چاہیے۔

زوجہ مفقود النحر کا حکم:

مفقود النحر اس شخص کو کہتے ہیں جو گم ہو گیا ہو اور اسکی کوئی خبر نہ ہو کہ زندہ بھی ہے کہ نہیں۔

"إذا غاب الرجل فلم يعرف له موضع ولا يعلم أحي هو أم ميت"²⁰

"اگر کوئی شخص غائب ہو جائے کہ اس کی موت اور حیات کا پتہ نہ چل سکے۔"

مبسوط میں مفقود الخیر کی تعریف اس طرح سے ہے:

"المفقود اسم لموجود موحی باعتبار اول حاله ولكن خفی الاثر باعتبار ماله"²¹

"مفقود وہ شخص ہوتا ہے جس کے زندہ یا مردہ ہونے کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہوتی۔"

فقہاء کا موقف:

احناف اور شافعیہ کے نزدیک مفقود الخیر کی بیوی کے دوسرے نکاح کی جہاں تک بات ہے تو اس کو اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک مفقود کے ہم عمر لوگ ختم نہ ہو جائیں۔ دوسری صورت ان کے نزدیک یہ ہے جب قاضی کو مفقود کی ہلاکت کا غالب گمان ہو جائے تب بھی اس کی بیوی نکاح ثانی کر سکتی ہے۔²² البتہ بعض صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک زوجہ مفقود کو اس کے شوہر کے ہم عمروں کے ختم ہونے سے پیشتر بھی قاضی نکاح کی اجازت دے سکتا ہے۔ جیسا کہ وہ شخص جو معرکہ جنگ میں گم ہو گیا ہو یا ایسے مرض کی حالت میں نکل گیا ہو جس میں موت کا غالب گمان ہو یا سمندر میں سفر کیا ہو اور ساحل تک پہنچنے کا پتہ نہ چلا ہو، اس قسم کی صورتوں میں اتنا انتظار کر کے موت کا حکم دے دیا جائے گا کہ جس میں حاکم کو مفقود کے فوت ہو جانے کا غلبہ ظن ہو جائے اور حکم بالموت کے بعد زوجہ مفقود عدت و فوات گزار کر نکاح ثانی کر سکتی ہے۔²³

مالکیہ کے نزدیک مفقود الخیر کا حکم:

مالکیہ کے نزدیک مفقود کی زوجہ قاضی کے پاس جب دعویٰ دائر کرے گی تو اس کے بعد چار سال کی مدت انتظار کرے گی۔²⁴ یعنی قاضی مفقود کی تفتیش اور تحقیق کرے گا کہ وہ زندہ ہے کہ نہیں اور جب اس کے بارے میں کوئی پتہ نہ چلے تو قاضی عورت کو چار سال انتظار کا حکم دے گا۔ اور اگر ان چار سالوں میں بھی شوہر کا کچھ پتہ نہ چلے تو مفقود کو اس چار سال کی مدت ختم ہونے پر مردہ تصور کیا جائے گا اور ان چار سالوں کے ختم ہونے کے بعد عورت چار ماہ دس دن (عدت و فوات) گزارے گی اور عدت گزارنے کے بعد عورت کو نکاح ثانی کا اختیار حاصل ہو گا۔²⁵ مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: "اگر عورت قسم کھائے کہ وہ چار سال انتظار نہیں کر سکتی تو قاضی چار سال انتظار کے بجائے ایک سال انتظار کرنے کا حکم بھی دے سکتا ہے۔ لیکن ایک سال گزارنے کے بعد زوجہ مفقود عدت و فوات کے بجائے عدت طلاق (تین حیض) گزارے گی اور پھر اس کو نکاح ثانی کا اختیار ہو گا۔"²⁶

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے نزدیک زوجہ مفقود کو ابتلائے معصیت کے پیش نظر صرف چار ماہ کے انتظار کا حکم دینا مناسب ہے، اور اس کے لئے وہ حضرت عمر کی حکمت کو مد نظر رکھتے ہوئے اختیار کرتے ہیں۔ کہ فوجی چار ماہ کے بعد لازمی گھر جائے، اور مدت ایلاء کو چار ماہ تک محدود کرنا ہے۔²⁷

فقہاء کی آراء و موقف جاننے کے بعد فقہ مالکی کا موقف قابل ترجیح لگتا ہے۔ زوجہ مفقود کو کم از کم ایک سال کی مدت کا انتظار کرنا چاہیے۔ مولانا

خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے زوجہ مفقود کا حکم مدت ایلاء ہونا چاہیے درست نہیں۔ کیونکہ شوہر کے لاپتہ ہو جانے کا غم ایسا ہے کہ عورت پر اس دوران معصیت میں مبتلا ہونے کا ڈر نہیں ہوتا۔ لہذا کم سے کم ایک سال کی مدت کا انتظار ہونا چاہیے جس میں مرد کے بارے میں کوئی صحیح معلومات بھی مل سکیں۔

زوجہ غائب غیر مفقود کا حکم:

ایسا شخص جو غائب ہو جائے اور اس کا پتہ بھی معلوم ہو لیکن نہ تو وہ خود آتا ہو اور نہ ہی اپنی بیوی کو اپنے پاس بلاتا ہو اور نہ اس کو نان نفقہ دیتا ہو۔ غائب غیر مفقود کہلاتا ہے۔²⁸

زوجہ غیر مفقود کا حکم یہ ہے کہ اول تو اس شوہر کو خلع پر راضی کرے، اور اگر وہ خلع پر راضی نہ ہو تو عورت قاضی کی عدالت میں اپنا مقدمہ دائر کرے اور پھر نفقہ مالکیہ کے موافق درج ذیل صورت اختیار کر کے اس سے رہائی حاصل کرے۔

☆ غائب غیر مفقود کے ساتھ اپنا نکاح ہونا ثابت کرے۔

☆ شوہر کا نان نفقہ نہ دینا ثابت کرے۔

☆ یہ ثابت کرے کہ نہ نفقہ اس نے بھیجا۔

☆ نہ ہی اس کا کوئی اور انتظام کیا۔

☆ عورت اپنا بیان دے کہ اس نے نفقہ معاف بھی نہیں کیا۔

ان سب باتوں پر عورت حلف بھی اٹھائے، اس کے بعد اگر کوئی عزیز قریب یا اجنبی اس کے نفقہ کی کفالت کرے تو ٹھیک ورنہ قاضی اس شخص کے پاس حکم بھیجے کہ یا تو خود حاضر ہو کر اپنی بیوی کے حقوق ادا کرے یا اس کو اپنے پاس بلائے یا نان نفقہ کا کوئی انتظام کرے، یا پھر اس کو طلاق دے، اس سب پر بھی اگر شوہر کوئی صورت قبول نہ کرے تو قاضی ایک مہینے کے مزید انتظار کا حکم دے گا، اس دوران اگر اس عورت کی شکایت رفع ہو گئی تو ٹھیک ورنہ قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کرادے گا۔

قاضی غائب کے پاس جو حکم بھیجے تو ڈاک کے ذریعے بھیجنا کافی نہیں بلکہ حکم نامہ دو ثقہ اشخاص کو سنا کر ان کے حوالے کرے کہ اس کو غائب کے پاس لے جائیں، وہ دونوں ثقہ آدمی غائب شخص کو حکم نامہ سنا کر اس سے جواب طلب کریں اور جو کچھ جواب دے (تحریری، زبانی، نفی یا اثبات) اس کو خوب محفوظ کر لیں یا اس کے جواب کو بھی تحریر کر لیں تاکہ واپس آکر اس پر شہادت دے سکیں اور اگر وہ جواب نہ دے تو اس کی شہادت دے دیں۔ الغرض قاضی جو حکم بھی دے ان دونوں کی شہادت پر کرے محض خط کو کافی نہ سمجھے۔²⁹

مفقود کی واپسی کی صورت:

وہ مفقود جس پر تحقیق و تفتیش کے بعد موت کا حکم لاگو کر دیا تھا۔ اگر واپس آجائے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

1 شوہر ثانی کے ساتھ خلوت صحیحہ ہونے سے پہلے آجائے خواہ عدت وفات گزری ہو یا نہیں،

ایسی صورت میں عورت پہلے شوہر کے نکاح میں بدستور رہے گی، اور دوسرے کے پاس نہیں رہ سکتی۔

2 ایسے وقت واپس آئے جبکہ عدت وفات گزارنے کے بعد عورت نے نکاح ثانی بھی کر لیا ہو۔ اور خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہو۔

اس صورت میں مالکیہ کے نزدیک وہ عورت دوسرے شوہر کے ساتھ ہی رہے گی، پہلے شوہر کا اب اس سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے پاس ہی جائے گی چاہے عدت وفات گزاری ہو یا نہیں، اور خلوت صحیحہ ہوئی یا نہیں، ہر صورت میں عورت اپنے پہلے شوہر کے پاس ہی جائے گی۔³⁰

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے نزدیک چونکہ مفقود کی بیوی نے اس کی جدائی اور گم ہونے کی وجہ سے ایک لمبے عرصے تک نفقہ اور جنسی حق سے محرومی گزاری ہے، اور اس کی تفریق بھی قاضی کے ذریعے ہوئی ہے، اور قاضی کے ذریعہ جو تفریق ہو یا تو اس سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا پھر طلاق بائن ہوتی ہے، لہذا ضروری ہے کہ پہلے شوہر کو سزا ملے اور عورت دوسرے شوہر کے ساتھ ہی رہے کیونکہ پہلے شوہر نے اسے پہلے ہی کافی اذیتیں دی ہیں۔³¹

عصر حاضر میں بہت سی ایسی صورتیں یا وجوہات پیش آتی ہیں جن کی صورت میں فسخ نکاح کی ضرورت پڑتی ہے، لہذا مفقود کے گم ہونے کی صورت میں اس کے گم ہونے یا غائب ہونے کے اسباب جاننے کی کوشش کرنی چاہیے اگر اس کے غائب ہونے میں اس کی اپنی کوئی وجہ ہے تو عورت تفریق کے بعد دوسرے شوہر کے ساتھ ہی رہے گی اور پہلے شوہر سے تفریق ہو جائے گی۔ لیکن دوسری صورت ایسی ہو جس میں اس کا اپنا کوئی قصور نہ ہو یا وہ کہیں پھنس کر رہ گیا ہو اور اپنے اہل خانہ تک کوئی بھی معلومات پہنچانے کا ذریعہ نہ ملا ہو تو اس صورت میں بیوی اپنے پہلے شوہر کے پاس ہی جائے گی۔ ایسی خواتین جن کے شوہر جیل میں اپنی زندگیاں کاٹ رہے ہوں ان کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ قاضی کے سامنے اپنا مقدمہ دائر کریں اور شوہر سے نکاح کے فسخ کرنے کا مطالبہ کریں۔

زوجہ مجنون کا حکم:

شرعی احکام عقل کے ساتھ منسلک و متصل ہوتے ہیں۔ جبکہ پاگل یا مجنون ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کی عقل میں ایسا خلل آجائے کہ وہ اپنے معمول کے کام اور معاملات اعتدال میں رہتے ہوئے نہ کر سکے، اور کبھی کبھار صحیح بھی کر لے۔ کچھ نے پاگل اور مجنون کے بارے میں یہ بھی کہا ہے کہ وہ اچھی اور بری چیزوں کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت کھودیتا ہے۔ اور اچھے اور برے میں فرق کرنے کی قوت معطل ہو جاتی ہے۔³²

شرعی نقطہ نظر سے عورت کو شوہر میں موجود عیوب کی بنا پر جو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے ان میں سے ایک "جنون" بھی ہے۔ پاگل پن نکاح کے لئے عیب شمار ہوتا ہے اور فسخ نکاح کا موجب بنتا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص نکاح سے پہلے مجنون تھا تو شرائط کے ساتھ اس کی بیوی کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ اپنے مجنون شوہر سے علیحدگی حاصل کر لے۔ اگر شوہر مجنون ہے یا دماغی طور پر صحیح نہیں ہے تو اس پاگل پن کی دو صورتیں ہیں:

☆ نکاح کے وقت یہ جنون تھا اور بے خبری میں نکاح ہو جائے۔

☆ نکاح کے وقت جنون نہ تھا۔

ان دونوں صورتوں میں عورت کو درج ذیل شرائط کے ساتھ طلب تفریق کا حق حاصل ہو گا۔

1- عورت کی طرف سے رضامندی نہ پائی جائے، اگر نکاح سے پہلے جنون کا پتہ تھا پھر بھی نکاح کر لیا تو اختیار نہ ہو گا اور نکاح کے بعد جنون ہوا ہو تو شرط یہ ہے کہ جنون کی خبر ہونے کے بعد اس کے نکاح میں رہنے پر رضامندی ظاہر نہ کی ہو، اگر عورت نے ایک مرتبہ بھی رضامندی ظاہر کر دی تو عورت کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

2- جنون کا پتا چلنے کے بعد عورت نے اپنے اختیار سے جماع کا موقع نہ دیا ہو۔³³

فقہاء کا موقف:

امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک زوجہ کے شوہر کے جنون کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل نہیں۔ جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک زوجہ مجنون کو یہ حق حاصل ہے کہ قاضی کے پاس اپنا مقدمہ دائر کر کے تفریق کا مطالبہ کرے۔ اور اپنے آپ کو مجنون کی زوجیت سے علیحدہ کرا لے، اس شرط کے ساتھ کہ جنون اس درجہ کا ہو کہ اس کے ساتھ رہنا خطرے سے خالی نہ ہو، مثلاً اس سے قتل وغیرہ کا اندیشہ ہو۔ یا جس مجنون سے ناقابل برداشت ایذا اور تکلیفیں پہنچتی ہوں ایسے شخص کی بیوی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ مقدمہ یادخواست دے کر مجنون شوہر سے رہائی حاصل کر لے۔³⁴

اگر ہم بستری سے قبل کسی کو جنون ہو گیا ہو اور حالت جنون میں بھی وہ ہم بستری نہ کر سکا تو ایسا مجنون امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بھی ایسا شخص عنین کے حکم میں ہے کہ سال کے لئے علاج کی مہلت دینے کے بعد بھی اگر جنون ختم نہ ہوئے تو پھر قاضی تفریق کرائے۔³⁵

زوجہ مجنون کے نکاح کو فسخ کرنے کا حکم امام محمدؒ کے نزدیک اس صورت میں ہے جب جنون عقد نکاح سے پہلے ہو۔ اور جو جنون عقد نکاح کے بعد ہو اس کی تصریح امام محمد کے متعلق نہیں ملتی۔ لیکن فقہ مالکیہ کے نزدیک اگر نکاح کے بعد جنون ہو جائے تب بھی عورت کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے۔ لیکن ان کے نزدیک بھی شرط یہ ہے کہ جنون موجب لفسح کا علم ہونے کے بعد زوجہ نے اپنے اختیار و رضامندی سے شوہر کو جماع یا دواعی جماع کی اجازت نہ دی ہو۔ کیونکہ اگر اس نے ایسا کر لیا تو اس کا یہ عمل اس کی رضا بن جائے گا اور اس کی وجہ سے اس کو تفریق کا اختیار نہیں رہے گا۔

ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی جنون کی صورت میں عورت کو طلب تفریق کا حق حاصل ہے۔ جنون مطبق (مسلسل) کی صورت میں عدالت کو بلا مہلت تفریق کا حکم دے دینا چاہیے جبکہ جنون غیر مطبق (غیر مسلسل) کی صورت میں ایک سال کی مہلت علاج کے لئے دینی چاہیے۔³⁶

اگر مجنون کوئی ذریعہ آمدنی نہ رکھتا ہو اور زوجہ کے لئے اپنے نفقہ کی کوئی اور سمیٹیل بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں مفتی کے لئے عورت کے

اضطرار کی پوری تحقیق کرے۔ اور مذہب مالکیہ کی بنا پر عدم نفقہ کی وجہ سے قاضی یا اس کا قائم مقام ان دونوں میں تفریق کرادے۔ اور یہ تفریق طلاق رجعی کے حکم میں ہوگی۔ اور مذہب مالکیہ کی شرائط میں شامل ہے کہ عدم نفقہ کی وجہ سے فسخ نکاح کا حکم اس وقت دیا جائے گا جبکہ عقد نکاح سے پہلے عورت کو شوہر کے فقیر و نادار ہونے کا علم نہ ہو اور اگر اس کی ناداری کا علم عورت کو نکاح سے پہلے تھا تو اس کو طلب تفریق کا اختیار نہیں ہوگا۔³⁷

مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے زمانہ میں تمام فقہائے ہند کے اتفاق سے دوسرے ائمہ اور امام محمد کے قول پر فسخ نکاح کا فتویٰ دیا ہے۔³⁸ فقہاء کا موقف جاننے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زوجہ مجنون کا حکم بھی عینین کے زمرے میں آنا چاہیے۔ اور مجنون کی کیفیت، اور حالات پر تحقیق و تفتیش کی جائے اور ایک سال علاج کے لئے مہلت دی جائے۔ اگر وہ علاج کے ذریعہ ٹھیک ہو جاتا ہے تو ٹھیک ورنہ عورت کے تفریق کے مطالبہ پر دونوں میں تفریق کرادے۔ اگر جنون کی کیفیت ایسی ہے کہ اس سے ناقابل برداشت تکلیف کا اندیشہ ہے یا قتل کا ڈر ہو تو عورت قاضی کے پاس جا کر اپنا مقدمہ دائر کرے اور قاضی جانچ پڑتال کے بعد دونوں میں تفریق کرادے۔ اگر جنون ایسا ہے جس میں اس کا علاج ممکن نہیں تو قاضی مہلت دیے بغیر تحقیق و تفتیش کے بعد زوجین میں تفریق کرادے۔

References

- 1 "Dar-ul-Iftah", Dar-ul-Aloom Dioband, fatwa No.939
- 2 Rahmani, Saif Allah, Khalid, "Jadeed Fiqhi Masail", (Karachi, Zam Zam publishers, 2006) : 3 / 105
- 3 Kasani, Alauddin Abubaker bin Masood, " Bidda Al Assnaee Fi Tarteab Asharai", (An Nashir H M, Saeed Company Karachi, 1910) 327/2
- 4 Tanzil Al Rehman, "Majmoa Qawaneen Islam", (Idara tehqqaat islami. Pakistan), 2 / 610. 611
- 5 Also 617/2
- 6 Khateeb Sharbeeni, Mohammad, "Mughni-ul-Muhtaj", (Daar ahya -ul-Tarasalarbi bairout. Lebanon), 3 / 203
- 7 Ghazali, imam, "Al Fiqh-ul-Shafi Alwajeez", (Daar al Kutb-ul-Ilmia Bairout. Lebanon 1425 2004) p: 290
- 8 Ibn Qadama, "Almughni", 579 / 7 ,
- 9 Ibn Temia, "Allkhtiyaarat ul Ilmia", (matba Kardistan al Ilmia misr 1329) p:130-131
- 10 Ibn Qayyem, "Zaad ul Maad", 4/43
- 11 "Fatawaa Aalamgiri", 2/155, Ibn aabideen, "Radd ul Muhtaar Ala Durr Al mukhtar" (Al Mktaba Assalfia 1966), 2/618
- 12 "Radd ul amuhtaar Ala Durr Al mukhtar", 2/612
- 13 Thanwee, Ashraf Ali, Moulana "Heela Al najiza" (Karachi, Dar-ul-Ashat 1987), p:45
- 14 Also-46 47
- 15 Surakhsee, Muhammad bin Abi Sahal "Almabsoot" (Dar-ul-Fiqer Littaba Wannasher Wattaazee, Bairut, Labonon 2000), 9/50, "Dar ul Ifta", Jamia Al Ulumul Islamia Binory town, Fatwa no:06-03-2015, date of issue
- 16 "Heela Al najiza", p:49
- 17 "Majmoa Qawanin Islam", 2/633
- 18 "Heela Al najiza", p:73-74
- 19 "Jadeed Fiqhi Masail", 3/84

- ²⁰ Al marghinani, Ali Bin Abi Bakar, "Al Hidayah Sharah Bidayah tul Muftadi", (An Nashir Al Maktaba tul Islamia), 2/180
- ²¹ Surakhsi, Shams Al Din, "Kitab ul Mabsoot", (Dar ul Marifa Litteba wa alnashr wa alttawzee, Bairoot, Lebanon 1978-) 11/24
- ²² Zailaee, Fakhar Al Din Usman Bin Ali, "Tabyeen Al Haqaiq", (Dar Al Marifa littebaa wa Alnashr Bairoot-Lebanon, 1313), p:311-312
- ²³ "Heela Al najiza", p:59
- ²⁴ Ibn Rushd, Muhammad bib Ahmad, "Bidayat Al Mujtahid Wa Nihayatulmuqtasid", (An Nashir, Matbaul Babi Al Halbi Washuraka linasari Watauzi, Al Kahira), p:252
- ²⁵ "Heela Al najiza", p:62
- ²⁶ Also, p:71
- ²⁷ "Jadeed Fiqhi Masail", 3/97
- ²⁸ "Heela Al najiza", p:77
- ²⁹ Also, p:78
- ³⁰ Also, p:67-68
- ³¹ "Jadeed Fiqhi Masail", 3/98-99
- ³² "Al mosooa Al Fiqhiya", 16/99
- ³³ "Dar ul Ifta", Jamia Dar ul Ulum Ul Islamia, Binori Town Karachi, 8saffar, 1443 16 September 2021
- ³⁴ "Heela Al najiza", p:52, Majmoosa Qawanin Islam, 2/634, Fatawa Dar Ul Ulum Deoband, 1/521-522
- ³⁵ "Heela Al najiza", p:52
- ³⁶ "Majmoosa Qawanin Islam", 2/634
- ³⁷ "Heela Al najiza", p:57-58
- ³⁸ Also, p:54